بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

پہلی جنگ عظیم (۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء) کے جو سیاسی، معاشی اور کلچرل اثرات دنیا پر پڑے آج کون نہیں جانتا۔ انہی میں سے ایک عام اثر جس کو ہر جاہل اور عالم محسوس کر سکتا ہے، یہ ہے کہ مغربی تہذیب نے اپنی خاص عریانی، فحاشی اور بے حیائی کے ساتھ جنم لیا۔ اور وہ ان خصوصیات کے ساتھ تمام دنیا پر ایک ابتلائے عام کی صورت میں مسلط ہو گئی، اس کا سبب صاف ظاہر ہے چار سالہ جنگ میں لاکھوں مرد نذرِ اجل ہو چکے تھے اور اسی تناسب سے لاکھوں عورتیں اور جوان لڑکیاں بے شوہر ہو گئی تھیں یا باپ اور بھائی کی سرپرستی اور نگرانی سے آزاد ہو کر فقر و فاقہ کے مصائب سے دوچار ہونے کے لئے زندہ رہ گئی تھیں۔ ایک وسیع اور طاقتور حکومت عورتوں کی اس کثیر تعداد کے لئے کھانے پینے کا انتظام آسانی سے کر سکتی ہے۔ چنانچہ یورپ کی حکومتوں نے بھی یہی کیا، ان عورتوں کے لئے کارخانوں اور دوسری دفتری ملازمتوں کے دروازے کھول دیئے اس کا نتیجہ یہ ضرور ہوا کہ ان غریبوں کے لئے اونے پونے پیٹ بھرنے کا سامان ہو گیا لیکن ساتھ ہی اس طریق کار نے معاشرتی زندگی کو صد درجہ متعفن اور گندہ بنا دیا۔ عورتوں میں اقتصادی آزادی پیدا ہو گئی اور وہ "الرجال قوامون علی النساء" کے قید و بند سے نجات پا کر ہر ممکن من مانی کارروائی کرنے پر آمادہ ہو گئیں۔ پھر چونکہ ان اقوام میں تعدد ازدواج قانوناً ممنوع تھا اور عورتوں کی اتنی کثیر تعداد مردوں کی قلیل تعداد کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک نہیں ہو سکتی تھی۔ اس بنا پر ان عورتوں کے لئے جو کارخانوں اور دفتروں میں مردوں کے دوش بدوش کام کرنے کی خوگر ہو چکی تھیں۔ جنسی خواہشات کی تکمیل و تسکین کے لئے بجز اس کے کوئی اور چارہ کار نہیں رہا تھا کہ یہ آوارگی اور بدچلنی کی راہ اختیار کریں۔

چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ تمام یورپ عیاشی اور بدکاری کے دلدل میں پھنس کر رہ گیا۔ اور چونکہ اس کو سیاسی اعتبار سے دنیا کی دوسری قوموں کے مقابلہ میں بڑا تفوق حاصل تھا۔ اس لئے تقریباً تمام دنیا ہی اس رنگ میں رنگی گئی۔

جنگ جتنی زیادہ طویل ہمہ گیر اور شدید ہوگی۔ اس کے اثرات مابعد بھی اتنے ہی وسیع اور ہمہ گیر ہوں گے، موجودہ جنگ دنیا کی سب سے بڑی ہولناک اور عالمگیر جنگ ہے۔ اس بنا پر اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ پہلی جنگ کے مقابلہ میں موجودہ جنگ کے نتائج انسانی اخلاق و معاشرت کے لئے کس درجہ تباہ کن ثابت ہوں گے۔

پہلی جنگ نے اگر عورتوں کی عریانی کو "تا بزانو" پہنچایا تھا۔ تو اب نہیں کہا جاسکتا کہ اگر مذہب اور اخلاق کی بے قدری کا عالم یہی رہا تو یہ عریانی کس حد تک پہنچ کر دم لیگی۔

چنانچہ موجودہ جنگ کی وجہ سے یورپ اور امریکہ میں مردوں کی تعداد کے کم ہو جانے کی وجہ سے وہاں کی عورتوں میں جو آوارہ مزاجی پیدا ہوگئی ہے اس کی خبریں ابھی سے اخبارات میں آنے لگی ہیں اور ان سے ایک صاحب بصیرت انسان بآسانی قیاس کر سکتا ہے کہ فضا کا یہ تکدر مستقبل میں کس ہولناک طوفان کے آنے کی خبر دے رہا ہے۔ امریکہ کے ایک رسالہ "دی امریکن میگزین" میں ایک یورپین فاضل ڈاکٹر ہنری بومین (Henry Bowman) نے حال میں ہی ایک بیان شائع کرایا ہے جس میں موصوف نے کہا ہے کہ "امریکہ کے بڑے بڑے شہروں میں اب مردوں اور عورتوں کی تعداد ایک اور دس کی نسبت میں رہ گئی ہے اور یہاں عورتوں کی ایک نئی قسم دیکھنے میں آتی ہے۔ یہ عورتیں جوق در جوق سڑکوں پر چلتی پھرتی ہیں اور جہاں کہیں ان کو کسی ایک مرد کی شکل نظر آتی ہے۔ یہ عورتیں اس مرد کو دیکھکر سیٹی بجاتی ہیں، اس کی طرف رومال اڑاتی ہیں اور طرح طرح کی ترکیبوں سے اس کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔

یہ حالت تو اب ہے جبکہ فوجیں ابھی تک واپس نہیں آئی ہیں۔ فوجوں کی واپسی کے بعد ان عورتوں کا کیا حال ہوگا؟ اس کا اندازہ بھی مشکل ہے۔

اسی قسم کے خاص حالات کے پیشِ نظر اسلام میں تعددِ ازدواج کو مباح اور جائز رکھا گیا ہے، جس کی وجہ سے ایک سوسائٹی جنگ کے بعد بداخلاقی اور بدکاری سے محفوظ رہ سکتی ہے اور اس طرح جنگ میں جتنے مردوں کا نقصان ہوا ہے اس کی مکافات بھی جلد ہی ہو سکتی ہے، ورنہ اگر آپ ان حالات میں بھی ایک مرد کو ایک سے زیادہ عورت سے شادی کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے تو پھر دنیا میں کوئی تدبیر ایسی نہیں ہے جس کے ذریعہ آپ بداخلاقی، بدچلنی، آوارگی اور ہوس پرستی کے سیلاب کا انسداد کر سکیں"

اس سلسلہ میں مسز اینی بسنٹ نے اپنے ایک بیان میں خوب کہا تھا وہ کہتی ہیں۔

"مغرب میں اگرچہ رسماً و قانوناً ایک ہی عورت سے شادی کرنے کا رواج ہے لیکن دراصل وہاں بھی عملاً بغیر ذمہ داری کے "تعددِ ازدواج" پایا جاتا ہے۔ ایک مرد کئی کئی عورتوں سے ناجائز تعلق رکھتا ہے اور جب اس کا جی بھر جاتا ہے تو وہ جس کو چاہتا ہے چھوڑ دیتا ہے۔ اب اس غریب کے لئے اس کے سوا کوئی اور چارہ کار نہیں رہتا کہ وہ بازاری عورتوں کی طرح گناہ کی زندگی بسر کرے جب ہم ہزاروں بدنصیب عورتوں کو دیکھتے ہیں کہ یورپ کے بڑے بڑے شہروں کی گلی کوچوں میں رات کے وقت ان کے جھنڈ کے جھنڈ لگے رہتے ہیں تو اب ہمیں ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم تعددِ ازدواج کی وجہ سے اسلام کو برا بھلا کہیں۔ اسلامی احکام کی رو سے جو عورت اپنی سوکنوں کے ساتھ کسی ایک مرد سے وابستہ ہو کر گھر میں باعزت زندگی بسر کرتی ہے اور اپنی گود میں جائز بچہ رکھتی ہے وہ یقیناً یورپ کی ان عورتوں سے کہیں زیادہ بہتر اور خوش نصیب ہے جو کسی ایک مرد سے وابستہ ہونے کے بجائے مختلف لوگوں کے لئے تفریح کا سامان ہو کر زندگی گذارتی ہیں کوئی ان کا کفیل اور ذمہ دار نہیں ہوتا۔ گلی کوچوں میں ماری ماری پھرتی ہیں اور اگر ان میں سے کسی کے بچہ ہو جاتا ہے تو وہ اسے داغِ معصیت کی طرح سوسائٹی سے چھپاتی پھرتی ہے۔ اور ہر شخص انھیں نفرت اور حقارت سے دیکھتا ہے" لے

(Islam in the world by Dr. Zaki Ali p. 28. 29.